فکرونظر............ اسلام آباد جلد: ۴۲، ۴۳ شمارہ: ۴، ۱

محمد اسد بطور ترجمان و شارح حدیث
(عمومی جائزہ)

محمد ارشد ☆

خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ اور آپ کے ارشادات و ہدایات کہ جس کے مجموعہ کا معروف نام حدیث و سنت ہے قرآن حکیم کی مستند شرح و تفسیر ہے۔ حدیث و سنت کی دین و شریعت میں مرکزی حیثیت کے پیش نظر قرآن حکیم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخاطبین اولین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اور ان کے بعد آنے والوں نے اس (حدیث و سنت) کی حفاظت، جمع و تدوین، نشر و اشاعت اور تعلیم و تدریس کے لیے اپنی بہترین صلاحیتیں صرف کیں۔[۱] احادیث وسنن کے محفوظ و مرتب مجموعوں کی بدولت امت کو ہر دور میں اپنے ہادی و پیشوا صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ ایمانی و روحانی اور علمی میراث ملتی رہی جو صحابہ کرام کو براہِ راست حاصل تھی۔ تاریخ اسلامی کے ہر دور میں احادیث وسنن کے مجموعوں نے اسلامی مزاج و ماحول اور امت کے روحانی و دینی وجود کے بقاء وتسلسل میں اہم کردار ادا کیا۔[۲] حدیث و سنت درحقیقت مستند اسلامی طرز حیات (عقائد و اعمال و طرز زندگی) کا ایک ایسا معیار و میزان ہے جس میں ہر دور کے مصلحین و مجددین امت کے عقائد و اعمال اور رجحانات و میلانات کو تول سکتے ہیں اور امت کے تاریخی سفر میں پیش آنے والے تغیرات و انحرافات سے واقف ہوسکتے ہیں۔ یوں امت دینی و روحانی معاملات میں افراط وتفریط سے محفوظ رہ سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ احادیث کے مرتبہ مجموعے ہمیشہ تجدید و اصلاح کی کاوشوں اور صحیح اسلامی فکر کا سرچشمہ رہے ہیں۔[۳]

انیسویں اور بیسویں صدی میں مغرب کی ترقی یافتہ اور مہم جو اقوام نے عالم اسلام کے کثیر ممالک پر تسلط قائم کر لیا۔ دنیائے اسلام پر مغرب کے سیاسی و معاشی اور تہذیبی وفکری غلبہ و استیلاء کو استحکام و دوام سے ہمکنار کرنے کے لیے مغرب کے مسیحی و یہودی مبلغین ومستشرقین نے مغربی استعمار کے ہراول دستہ کے طور پر مسلمان ملت کے افراد کی گردنوں پر سے ان کے قدیم مذہب (اسلام)، تہذیبی و سماجی اور اخلاقی اقدار و روایات کا قلادہ اتارنے اور انہیں ''بزعم خویش'' مہذب

☆ مدیر، اُردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب (علامہ اقبال کیمپس)، لاہور

و متمدن اور روشن خیال بنانے کا ذمہ و منصب سنبھال لیا۔[۴] ان مستشرقین نے مسلمان ملت کو دین اسلام کی حقانیت و ابدیت اور بالخصوص پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت سے بدظن کرنے[۵] اور احادیث وسنن کے مجموعوں کو ساقط الاعتبار اور بے وقعت ثابت کرنے کے لیے ایڑھی چوٹی کا زور لگایا۔[۶]

مغرب کے سیاسی و تہذیبی تسلط کے اس دور میں دنیائے اسلام کے مختلف خطوں میں مصلحین اور دانشوروں کے ایسے گروہ منظر عام پر آئے جو مغربی تہذیب و تمدن کی چمک دمک سے مرعوب اور مستشرقین کی تحقیقات و تصنیفات سے متأثر تھے۔ برصغیر پاک و ہند میں اس گروہ کے سرخیل سرسید احمد خان اور ان کے معتمد خاص مولوی چراغ علی جب کہ دنیائے عرب میں مفتی محمد عبدہٗ تھے۔ ملت کے ادبار و انحطاط پر مغموم اور اس کے احیائے نو کے آرزو مندان مصلحین نے تجدید و اصلاح مذہب کا بیڑا اٹھایا اور احادیث وسنن کے ذخیروں سے قطع نظر مغرب کے جدید افکار و تصورات کو معیار بنا کر قرآن کی تفسیر کی طرح ڈالی۔ ان مصلحین نے حدیث و سنت کی روایت و حفاظت اور اس کی حجیت کے بارے میں ایسا نقطہ نظر ظاہر کیا جو بہت زیادہ حد تک مستشرقین کے خیالات سے ہم آہنگ تھا۔ سرسید احمد خان، مولوی چراغ علی[۷] اور مفتی محمد عبدہٗ[۸] کے پیروکاروں نے حدیث و سنت کے بارے میں ایسے خیالات کا اظہار کیا کہ اس کی حقیقت ہی مشتبہ و مشکوک نظر آنے لگی۔[۹]

ذہنی و فکری انتشار کے اس دور میں علماء و مفکرین کی ایک کثیر تعداد نے خالص علمی انداز میں حدیث و سنت کے بارے میں مستشرقین اور ان کے خوشہ چین مسلمان مصنفین کے پیدا کردہ شکوک و شبہات کو رفع کرنے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اس روحانی وعلمی میراث پر ملت کے اعتماد کو بحال کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ حدیث و سنت کے ان ترجمانوں (کہ جن کی فہرست خاصی طویل ہے)[۱۰] میں نومسلم فاضل و مفکر محمد اسد (۱۹۰۰۔ ۱۹۹۲ء) کا نام اور کام خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔[۱۱]

محمد اسد ۱۹۳۰ء کی دہائی میں برصغیر پاک و ہند کے علمی و فکری افق پر حدیث و سنت کے ایک پرجوش ترجمان و وکیل، مغربی تہذیب و تمدن اور دنیائے اسلام کے مختلف خطوں (ترکی، ایران اور مصر وغیرہ) کے مسلم معاشروں کی مغربی اقدار و تصورات کے مطابق تشکیل نو (Westernization) کے ایک شدید ناقد بن کر ابھرے تھے۔ انہوں نے قبول اسلام کے بعد اپنی پہلی لیکن انتہائی مختصر تصنیف "*Islam at the Crossroads*" (دہلی ۱۹۳۴ء)[۱۲] میں ایک طاقتور، موثر اور دلآویز اسلوب میں

حدیث و سنت کی ثقاہت و تاریخی و حیثیت کے بارے میں مستشرقین اور تجدد پسندوں کے نقطہ نظر سے تعرض کرتے ہوئے اس (حدیث و سنت) کی حجیت کو ثابت کیا ہے۔ مسلم معاشرہ کی سالمیت و بقاء اس کے دینی و روحانی مزاج کے تسلسل و دوام کے حوالہ سے حدیث و سنت کی ضرورت و اہمیت کو ذہن نشین کرایا ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے انکار سنت کے نفسیاتی اور سماجی و تہذیبی عوامل و محرکات کی نشاندہی کرتے ہوئے احادیث وسنن کے سرمایہ سے قطع تعلقی و محرومی کے بھیانک عواقب و نتائج سے بھی خبردار کیا ہے۔[۱۳]

محمد اسد کا تصور حدیث و سنت

محمد اسد (راسخ العقیدہ علماء و شارحین حدیث کی طرح) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور آپ کے ارشادات و ہدایات کو قرآن حکیم کی مستند ترین شرح گردانتے ہیں اور قرآن حکیم کے ساتھ ساتھ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اطاعت و اتباع کو اسلامی طرز حیات میں ناگزیر قرار دیتے ہیں۔[۱۴] ان کے الفاظ میں:

> ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت قرآن کریم کے بعد شریعت کا دوسرا بنیادی مآخذ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن کے احکام و تعلیمات کی مستند شرح ہمارے لیے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے۔ عملی زندگی میں قرآن کے احکام کے اطلاق اور ان کی تعبیر و تشریح میں کسی نزاع سے بچنے کے لیے واحد ذریعہ بھی حدیث و سنت ہی ہے۔ اسی طرح عملی اہمیت کی بہت سی باتوں کی تفصیل قرآن حکیم میں نہیں ملتی چنانچہ ان کے لیے (بھی) سنت نبوی سے رجوع کرنا پڑتا ہے۔ ہمارے عقل و فہم گواہی دیتے ہیں کہ جس ہستی پر قرآن حکیم کا نزول ہوا اس سے بہتر کوئی ترجمان نہیں ہوسکتا جو قرآن کی آیات کی عملی تفسیر کر سکے۔''[۱۵]

اسد کی رائے میں امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتسلیم کے روحانی و تہذیبی وجود کی بقا اس کے جداگانہ تشخص کا استحکام ''الاعتصام بالسنۃ'' ہی میں مضمر ہے۔ سنت وہ صداقت اور اٹل حقیقت ہے جو ملت کو موجودہ زبوں حالی اور انتشار و افتراق سے نجات دلا سکتی ہے۔ سنت ملت کے جسد کے لیے فطری غذا کا درجہ رکھتی ہے۔ لہٰذا اس فطری غذا کو ترک کر کے اصلاح احوال کی غرض سے اختیار کی جانے والی تدابیر ہرگز کارگر ثابت نہیں ہوسکتیں۔ اسد رقمطراز ہیں:

> ''ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت وہ کلید ہے جس کے ذریعے اسلام کو تیرہ سو برس

قبل عروج حاصل ہوا۔ سوال یہی ہے کہ آخر یہ آج ہمارے دور میں اسلام کے عروج کا ذریعہ کیوں نہیں بن سکتی؟ سنت کی پیروی اسلام کے وجود اور ترقی کے مماثل ہے جب کہ سنت سے انحراف اسلام کے انتشار اور انحطاط کے مماثل ہے۔''(۱۶)

اسد نے انکار حدیث و سنت کے عوامل و محرکات کا بڑی بالغ نظری سے جائزہ لیا ہے۔ ان کے خیال میں مغربی تہذیب و تمدن اور طرز حیات پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور آپ کے پیش کردہ نظام حیات سے کسی طور پر بھی ہم آہنگ نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ مغربی تہذیب و تمدن کی چمک دمک سے مرعوب افراد جو اس تہذیب کی تعظیم و تقدیس میں مبتلا ہوجاتے ہیں اور اسے علم وعقل انسانی کی آخری دریافت خیال کرنے لگتے ہیں سنت نبوی اور مغربی تہذیب و تمدن میں مفاہمت کو محال خیال کرتے ہوئے سنت ہی سے انکار کر بیٹھتے ہیں۔کیونکہ سنت کے انکار کے بعد قرآن کی آیات کی من مانی تاویل کر کے اسے مغربی تہذیب و تمدن کی روح سے ہم آہنگ کرنے کی راہ ہموار ہوجاتی ہے۔(۱۷)

اسد'' ادیان و ملل'' کی تاریخ کے وسیع وعمیق مطالعہ کے سبب حدیث و سنت کی صحت و حجیت سے انکار اور عملی زندگی و تشریعی امور میں اس کی اہمیت اور قدروقیمت کے بارے میں مستشرقین اور ان کے ہم خیال مسلمان مصلحین کی طرف سے شکوک و شبہات پیدا کرنے اور اس کے نتیجے میں احادیث وسنن کے مرتبہ مجموعوں پر سے افراد امت کے اعتبار و اعتماد کے اٹھ جانے کے معنوی خسارے سے بھی بخوبی آگاہ ہیں۔ ان کی رائے میں حدیث و سنت سے قطع تعلق امت کو اپنی دینی و روحانی میراث سے محروم، اپنی اصل سے سرگشتہ و حیران اور اپنے مبداء و آغاز سے اجنبی بنا کر رکھ دے گی۔ اسد رقمطراز ہیں:

''سنت نبوی ہی وہ آہنی ڈھانچہ ہے جس پر اسلام کی عمارت کھڑی ہے، اگر آپ کسی عمارت کا ڈھانچہ ہٹا دیں تو کیا آپ کو اس پر تعجب ہوگا کہ عمارت اس طرح ٹوٹ اور بکھر جائے جس طرح کاغذ کا گھروندا۔''(۱۸)

مذہبی مصلحین کا وہ گروہ جو خود کو ''اھل الذکر و القرآن'' کے نام سے موسوم کرتا ہے۔ قرآن حکیم کی تفسیر وتفہیم کے لیے حدیث و سنت کی ضرورت سے قطعاً انکاری ہے اور عوام الناس کو براہ راست فہم و تدبر قرآن کی دعوت دیتا ہے۔ اسد کی نگاہ میں اس گروہ کی دعوت دھوکہ اور فریب کے سوا کچھ نہیں۔ اسد کے الفاظ میں:

''ایک نعرہ، ہم آج کل تواتر سے سنتے چلے آ رہے ہیں۔'آ یئے قرآن کی طرف رجوع کریں لیکن سنت کے غلامانہ پیروکار نہ بنیں' یہ نعرہ روح اسلام سے عدم واقفیت کا مظہر اور ایک دھوکہ و فریب ہے۔ جو لوگ اس طرح کی رائے رکھتے ہیں ۔ ان کی مثال ایسے شخص کی سی ہے جو محل[فہم وتدبر قرآن] میں داخل ہونا چاہتا ہے لیکن وہ اس کلید [سنت] کو استعمال نہیں کرنا چاہتا جو اس محل [قرآن حکیم] کا دروازہ کھول سکتی ہے۔''(۱۹)

محمد اسد نے سنت کی اطاعت و اتباع کے بارے میں مستشرقین کے خیالات سے بھی تعرض کیاہے۔ انہوں نے مستشرقین کے اس خیال کہ ''سنت کی سختی سے پیروی دنیائے اسلام کے زوال و انحطاط کا محرک بنی ہے کیونکہ سنت کی پیروی انسانی فکر وعمل کی آزادی اور معاشرہ کی فطری ترقی کی راہ میں رکاوٹ بن جاتی ہے۔'' کی علمی و عقلی طرز پر تردید کی ہے۔(۲۰) فاضل مصنف نے انتہائی اختصار کے ساتھ انسانی عقل و فہم کی کوتاہیوں اور نارسائیوں کے پیش نظر نبوت و رسالت اور وحی و الہام کی ضرورت و اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ اسد لکھتے ہیں:

''ایک ایسا مذہب جو فوق العقلی بنیادوں پر قائم ہے، کے مسائل میں ہمیں لابدی طور پر ایک ایسے ہادی و پیشوا کی ضرورت لاحق ہوتی ہے جس کا دماغ انسانی دماغوں سے فائق اور جس کا قلب انوار الٰہیہ سے معمور ہو، یعنی ہمیں ایک نبی و رسول کی ضرورت ہے جو اللہ کی طرف سے مبعوث ہوا ہو۔''(۲۱)

اسد نے احادیث کی روایت و حفاظت کے متعلق مستشرقین کے پیدا کردہ شبہات و وساوس کو رفع کرنے کا بھی اہتمام کیا ہے۔ ان کی رائے میں احادیث نبوی انتہائی سخت جانچ پڑتال کے بعد نسل در نسل آگے منتقل ہوتی رہی ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے پورے صدق و اخلاص اور دیانت و امانت سے کام لیتے ہوئے۔ احادیث روایت کیں۔ اسد کے الفاظ ہیں:

''کسی حدیث کے غلط ہونے کی پہلی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ اس کے ابتدائی راوی یعنی کسی صحابی یا بعد کے راویوں میں سے کسی ایک نے قصداً غلط بیانی کی ہو۔ جہاں تک صحابہ کا تعلق ہے ایسی غلط بیانی کا گمان بھی نہیں ہوسکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کا جس درجہ گہرا اثر صحابہ پر تھا۔ وہ تاریخی حیثیت سے پوری طرح ثابت ہے۔ لہٰذا یہ کسی طرح قرین قیاس نہیں کہ جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ادنیٰ اشارہ پر جان قربان کر دینے کے لیے ہر وقت تیار رہتے تھے وہ آپ کے ارشادات کے ساتھ بددیانتی برتیں گے ۔ خصوصاً اس صورت میں جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ان

تک پہنچ چکا تھا۔ **من کذب علی متعمداً فلیتبؤو مقعده من النار**. (جو شخص قصداً میرے متعلق جھوٹ بیان کرے اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے)۔
[البخاری ، کتاب العلم، باب اثم من کذب علی النبی حدیث ۱۱۰/ الترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فی تعظیم الکذب علی رسول اللہ ،حدیث۔ ۲۶۵۹]'' [۲۲]

اسد نے متأخرین راویان احادیث اور محدثین کرام کی عدالت و ثقاہت اور جمع و تدوین احادیث کے سلسلہ میں ان کے حزم و احتیاط کا بھی موثر انداز میں دفاع کیا ہے۔ ا سد کے بقول کسی دور میں بھی احادیث کی تنقید و تحقیق کا کام بند نہیں ہوا۔ موضوع و ضعیف احادیث محدثین کی نگاہوں سے اوجھل نہیں رہ سکیں۔ محدثین کرام بالخصوص امام بخاری اور امام مسلم نے صرف انہی احادیث کو جمع کیا جو شک و شبہ سے بالاتر اور تنقیدی معیار پر پورا اترتی تھیں۔ محدثین کرام کے تدوین و جمع احادیث وسنن کے بارے میں معین کردہ اصول و معیارات (تنقید و تحقیق احادیث اور ان کے قبول و رد کے لیے) بہرحال یوروپی محققین و ناقدین کے وضع کردہ ان اصول و معیارات، سے زیادہ کڑے تھے جو انہوں (مستشرقین) نے قدیم تاریخ کے مآخذ کی جانچ پرکھ کے لیے استعمال کیے ہیں۔[۲۳]

محمد اسد نے اپنی اس تصنیف میں بڑے اخلاص اور دلسوزی کے ساتھ اطاعت و اتباع سنت کی دعوت کو ایک انتہائی موثر اور دلآویز اسلوب میں پیش کیا ہے۔ حدیث و سنت کی بابت ان کے قلم سے بعض ایسے جملے نکلے ہیں کہ جو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے عمیق و پختہ قلبی و روحانی تعلق اور ان کی حمیت دینی کے آئینہ دار ہیں۔اسد رقمطراز ہیں:

''اگر ہم عقیدہ رکھتے ہیں کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں تو ہم نہ صرف اخلاقی بلکہ عقلی حیثیت سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات و ارشادات پر بے چون و چراں عمل کرنے کے پابند ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض احکام صریح طور پر زیادہ اہمیت رکھتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جن کی اہمیت مقابلتاً کم ہے۔ ہمیں چاہیے کہ جو زیادہ اہم ہیں ان کو کم اہمیت والوں پر مقدم سمجھیں لیکن ہمیں یہ حق ہرگز حاصل نہیں ہے کہ ان میں سے کسی ایک کو بھی غیر ضروری سمجھ کر اس سے بے اعتنائی برتیں کیونکہ آپ صلی ا للہ علیہ وسلم کا ہر حکم ہدایت الٰہی پر مبنی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر ہم روحِ اسلام کے ساتھ مخلص رہنا چاہتے ہیں تو پھر سنت نبوی کو صوری و معنوی اعتبار سے اپنانے کے پابند ہیں۔[۲۴] رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بزرگ ترین پیغمبر ہیں اور ہمیشہ اللہ کی منشا کے تحت ہی قدم اٹھاتے ہیں...... ایک

ایسی ہستی جسے ''عالمین'' کے لیے رحمت بنایا گیا ہو [**وما ارسلناک الا رحمة للعالمین**] ہمیشہ ہمیشہ کے لیے قابل تقلید ہوتی ہے۔ اس کی رہنمائی کو مسترد کرنا یا اس کے فرمودات و ارشادات کو نظر انداز کرنا اللہ کے رحم کو مسترد کرنے یا اسے کمتر سمجھنے کے مترادف ہے۔[القرآن ۲۱: ۱۰۷]''(۲۵)

اسد اس امر پر یقین محکم رکھتے ہیں کہ اسلام کی حقیقت حدیث نبوی سے بے نیاز ہو کر قطعاً حاصل نہیں ہوسکتی۔ موصوف واشگاف الفاظ میں کہتے ہیں:

''ہم اسلام کو دیگر تمام ادیان سے اعلیٰ سمجھتے ہیں۔ ''اسلام'' دیگر ادیان کی طرح کوئی عام اور معمولی دین نہیں بلکہ کامل و جامع دین ہے اور وہ شخصیت جو ہمارے لیے یہ دین لے کر آئی دوسرے دینی پیشواؤں کی طرح کوئی عام پیشوا نہیں بلکہ ہادی کامل ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال و افعال اور ارشادات و احکام کا اتباع عین اسلام کی پیروی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے بے اعتنائی و انحراف اسلام کی حقیقت سے بے اعتنائی و انحراف ہے۔(۲۶) ...... مسئلہ (اطاعت و اتباع) سنت کے بارے میں ہمارا رویہ مستقبل میں اسلام کے بارے میں ہمارے رویے کو متعین کرے گا۔''(۲۷)

فاضل مصنف نے اطاعت و اتباع سنت کے اسرار و حکم بھی بیان کیے ہیں ۔ انہوں نے افراد کی روحانی و اخلاقی تربیت، اسلامی معاشرے کے داخلی نظم و ضبط اور استحکام و اتحاد اور اس کے افراد کی عادات و اطوار اور افکار و خیالات میں ہم آہنگی و موافقت کی غرض سے سنت کی افادیت کو عقلی و منطقی انداز میں ذہن نشین کرایا ہے۔(۲۸) ان کی رائے میں سنت کی پیروی معاشرے کو ہیئت کے اعتبار سے ہم آہنگ اور مستحکم بناتی ہے۔ مخاصمتوں ...... اور آویزشوں کو جو سماجی مسائل کے نام سے مغربی معاشرے میں ایک قابل ذکر الجھاؤ پیدا کرتی ہیں پروان چڑھنے سے روکتی ہے...... چنانچہ جدلیاتی ابہام سے آزاد، قانون ربانی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کے ٹھوس ستونوں پر تعمیر اسلامی معاشرہ، اپنی تمام تر توانائیاں حقیقی مادی اور علمی فکری بھلائی پر خرچ کرکے فرد کو روحانی مقاصد کے حصول کے لیے تیار کرتا ہے۔(۲۹)

محمد اسد نے اپنی اس تصنیف میں اسلام کے نظریاتی ڈھانچے میں حدیث و سنت کے مقام و مرتبہ کو جس مؤثر انداز میں پیش کیا ہے۔ وہ انہی کا خاصہ ہے۔ بلاشبہ یہ مختصر تصنیف عصر حاضر میں

دین اسلام کی حمایت و دفاع کے لیے وجود میں آنے والے علم کلام کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔[(۳۰)] نامور نو مسلم دانش ور محمد مارما ڈیوک پکتھال کی رائے میں اسے عصر جدید کے اسلامی احیائی ادب میں نمایاں مقام حاصل ہے۔[(۳۱)] یہ تصنیف جدید تعلیم یافتہ افراد کو مغربی تہذیب و تمدن کے تفوق و بالادستی اور اس کی عظمت و تقدیس کے تصور سے رہائی دلانے اور ان کے قلوب و اذہان میں ''حدیث و سنت'' کی اہمیت و افادیت پر ایمان و یقین کو راسخ کرنے میں بڑی مفید ثابت ہوئی ہے۔[(۳۲)] علامہ سید سلیمان ندوی حدیث و سنت کے بارے میں محمد اسد کے خیالات کی ستائش میں رطب اللسان ہیں[(۳۳)] جبکہ برصغیر پاک و ہند اور عالم عرب کے دو نامور مفکرین اور اسلامی بیداری کے قائدین، سید ابوالحسن علی ندوی[(۳۴)] اور سید قطب شہید[(۳۵)] اس سے متاثر نظر آتے ہیں۔ برصغیر پاک وہند کے متعدد جرائد ورسائل میں محمد اسد کی اس تصنیف کی تلخیص و ترجمہ شائع ہوچکا ہے[(۳۶)] عرب وہند کے علمی وفکری حلقوں میں اس تصنیف کو حاصل ہونے والی مقبولیت کا اعتراف مسیحی مستشرق ولفریڈ کینٹ ویل اسمتھ نے بھی کیا ہے۔[(۳۷)]

ترجمہ و شرح صحیح البخاری

حدیث و سنت کے سلسلہ میں محمد اسد کا دوسرا اہم علمی کام امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری کے مرتبہ مجموعہ احادیث ''الجامع الصحیح'' کے چند منتخب ابواب وکتب کا انگریزی زبان میں ترجمہ و تشریح ہے[(۳۸)] صحیح البخاری کی کتاب الوحی، کتاب الایمان، کتاب المناقب (باب فضائل اصحاب النبیؐ تا باب اسلام سلمان الفارسی)، اور کتاب المغازی (باب قتل ابی رافع عبداللہ الحقیق تک) پر مشتمل یہ ترجمہ و تشریح جو پانچ اقساط میں عرفات پبلی کیشنز سری نگر و لاہور(۱۹۳۵۔۱۹۳۸ء) اور یکجا ایک جلد میں جبر الٹر (اسپین) سے شائع (۱۹۸۱ء) ہوا ہے[(۳۹)] شروح کتب احادیث میں ایک منفرد اور امتیازی شان کا حاصل ہے۔

مصنف نے قسط اول (مشتمل بر کتاب الوحی وکتاب الایمان) کے آغاز میں ایک مختصر لیکن انتہائی جامع دیباچہ بھی رقم کیا ہے۔[(۴۰)] اس دیباچہ میں انہوں نے اپنی ابتدائی تصنیف ''*Islam at the Crossroads*'' کی طرح اسلام کے نظریاتی ڈھانچے میں حدیث و سنت کے مقام کی توضیح کے ساتھ ساتھ حدیث وسنت کی صحت اور اس کی تاریخی حیثیت کے بارے میں مغربی مستشرقین کی تحقیقات اور ان کے مسلمانوں کی جدید تعلیم یافتہ نسل کے قلوب و اذہان پر منفی اثرات کا جائزہ پیش کیا ہے۔ اس دیباچہ میں خاص طور سے کتب احادیث وسنن میں ''صحیح البخاری'' کے مقام و مرتبہ، اس کے نمایاں

خصائص و امتیازات اور فہم اسلام میں اس کی کلیدی حیثیت پر کلام کیا گیا ہے۔ عصر جدید میں دعوت اسلام کے حوالے سے اس عظیم الشان مجموعہ احادیث کے ترجمہ و تشریح (بزبان انگریزی) کی ضرورت واہمیت کو بھی اجاگر کیا گیا ہے۔ دیباچہ میں مذکور مصنف کے خیالات کا ملخص حسب ذیل ہے:

۱۔ اسلام جو کبھی زبردست روحانی قوت اور حیات آفرین عامل تھا آج اس کی گرفت جدید تعلیم یافتہ نسل کے دل و دماغ پر سے ڈھیلی پڑتی جارہی ہے۔ مسلمانوں کے حاسہ دینی کے احیاء وبیداری کے لیے اسلامی تعلیمات کے تازہ فہم و ادراک اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کہ جن میں اسلام کی روح کا مستند ترین اظہار ہوا ہے' سے زندہ وحقیقی تعلق ازبس لازم ہے کیونکہ سنت نبوی اسلام کے حقیقی وکامل فہم کی کلید ہے۔

۲۔ یورپی مستشرقین نے احادیث کی حجیت اور تاریخی حیثیت کو پوری قوت سے چیلنج کیا ہے۔ ان مستشرقین کی تصانیف نے احادیث پر جدید تعلیم یافتہ مسلمانوں کے اعتماد کو متزلزل کر دیا ہے۔ احادیث کی صحت کی جانچ پرکھ کے بار ے میں مستشرقین کا انداز تحقیق تاریخی دیانت کے اصولوں سے میل نہیں کھاتا بلکہ یہ اسلام کے بارے میں ان کے تعصب و عناد کا مظہر ہے۔ تاہم یہ امر افسوسناک ہے کہ اسلام کے نظریہ حیات میں احادیث کی انتہائی اہمیت کے باوجود مسلمان علماء کی طرف سے جدید علمی و سائنسی بنیادوں پر ان (احادیث) کے استناد کو ثابت کرنے کی کوئی موثر کوشش نہیں کی گئی ہے۔

۳۔ قرآن و احادیث کی گذشتہ ادوار میں کی جانے والی تشریحات آج کے دور کے لیے کافی نہیں۔ ماضی کے فقہی و کلامی مباحث اور جدلیاتی موشگافیاں عصر جدید کے مقتضیات کے مناسب حال نہیں۔ چنانچہ ضروری ہے کہ ماضی کے تشریحی سرمایہ کو بیچ میں لائے بغیر نئے سرے سے احادیث کی تفہیم وتشریح کی طرف توجہ دی جائے ۔

محمد اسد نے دراصل اسی علمی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے ''صحیح البخاری'' کے ترجمہ و تشریح کا بیڑا اٹھایا۔ فاضل مصنف نے اپنی اس گراں قدر تصنیف میں تشریح احادیث کا جو اسلوب اختیار کیا ہے۔ اس کی حسب ذیل خصوصیات قابل ذکر ہیں:

۱۔ اس میں دین اسلام کی حقانیت اور پیغمبر اسلام کی نبوت و رسالت کے بارے میں شک وشبہ میں مبتلا جدید مغربی انسان کی نفسیات و ذہن (دین ومذہب اور ایمان وعقیدہ کے بارے میں) کو پیش نظر رکھ کر احادیث کی تشریح بیان کی گئی ہے۔ انسانی عقل وفہم کی محدودیت اور اس کی کوتاہی ونقص پر کلام کرتے ہوئے وحی والہام اور نبوت ورسالت کی حاجت کو واضح کیا گیا ہے۔[۴۱]

۲۔ اس حقیقت کو اجاگر کیا گیا ہے کہ ''اسلام'' ہرگز کوئی نیا مذہب نہیں ہے بلکہ یہ اسی الہامی پیغام کا تسلسل و استمرار ہے جس کی تبلیغ حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ (علیہم السلام) نے کی تھی۔[۴۲]

۳۔ اس میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور آپ کی تعلیمات کا موازنہ گذشتہ انبیاء کی سیرتوں اور ان کی تعلیمات سے کیا گیا ہے۔ مسیحیت اور یہودیت کے مقابلے میں اسلام کو ایک کامل وجامع دین کہ جس میں روح ومادہ، دین ودنیا اور عقیدہ وعمل کا حسین امتزاج پایا جاتا ہے، کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔[۴۳]

۴۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ اور آپ کی احادیث کے بارے میں مسیحی مبلغین، مغربی مستشرقین اور تجدد پسند مسلمان مصنفین نے جن غلط فہمیوں کو ہوا دی ہے۔ ان کے ازالے کا اہتمام کیا گیا ہے۔[۴۴]

۵۔ اسلام کے تصور عبادات اور جہاد و ہجرت پر ایک اچھوتے انداز میں کلام کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں مقاصد شرعیہ پر بھی بحث کی گئی ہے۔[۴۵]

۶۔ اس میں روایتی کلامی مباحث :کیفیت نزول وحی، مسئلہ تقدیر، مسئلہ جبر و اختیار، ایمان اور عمل صالح، ایمان میں کمی وبیشی کا مسئلہ، عصمت رسول، معجزات، اسراء و معراج وغیرہ پر مختلف کلامی مسالک کی آراء کا تنقیدی جائزہ پیش کرتے ہوئے مصنف نے اپنا نقطہ نظر بیان کیا ہے۔[۴۶] مسئلہ ختم نبوت[۴۷] مسئلہ وراثت انبیاء [۴۸] پر استدلال کا ایک نیا اسلوب متعارف کرایا ہے۔

۷۔ اس میں جابجا احادیث کی اسناد پر تنقیدی نگاہ بھی ڈالی گئی ہے۔ ''الجامع الصحیح'' میں معلق و مرسل احادیث کی نشاندہی کی گئی۔ اس سلسلہ میں بعض محدثین کی آراء پر تنقید بھی کی گئی ہے۔[۴۹]

اس کے علاوہ بعض تاریخی واقعات، تحویل قبلہ، وادالبنات کی رسم جاہلی، جنگ بدر میں امیہ بن خلف کا قتل، قبل از اسلام نجاشی کا مذہب ، حضرت عائشہؓ کی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح اور رخصتی کے وقت) عمر، حضرت عمرؓ کا قبول اسلام وغیرہ کی تعبیر عام مؤرخین اور سیرت نگاروں کے اسلوب سے ہٹ کر کی گئی ہے، مصنف نے ان واقعات کے بارے میں جو معلومات فراہم کی ہیں[۵۰] وہ تاریخ (ایام جاہلیت و عہد اسلام) سے ان کی گہری واقفیت کی مظہر ہیں۔[۵۱]

۸۔ فکر اسلامی پر یونانی و عجمی اثرات کی نشاندہی کی گئی ہے اور ان کے منفی و نتائج کا جائزہ لیا گیا

ہے۔ قدیم اسلامی علم الکلام پر رائے زنی بھی کی گئی ہے۔(۵۲)

محمد اسد کے قلم سے ''صحیح البخاری'' کے چند منتخب ابواب وکتب کا یہ ترجمہ و تشریح درحقیقت مغربی تعلیم سے بہرہ ور مسلمان نسل کو تعلیمات نبوی کی حقیقی روح سے روشناس کرانے اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ اہل مغرب کے سامنے انہی کی علمی زبان اور محاورے (diction) میں پیغمبر اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت وتعلیمات کو پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ حدیث وسنت کے بارے میں مستشرقین کی اڑائی ہوئی گردوغبار کو صاف کرنا اور دین اسلام کے اس سرچشمہ صافی پر امت کے اعتماد و اعتبار کو بحال کرنا تو اس کا بنیادی مقصد معلوم ہوتا ہے۔(۵۳)

حدیث وسنت کے موضوع پر محمد اسد کی اس تصنیف کو بھی علمی وفکری حلقوں میں قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے فاضل مصنف اور اس کی تصنیف (ترجمہ و شرح صحیح البخاری) کے بارے میں سید ابوالاعلیٰ مودودی نے جس رائے کا اظہار کیا ہے سطور ذیل میں طوالت کے باوجود اسے نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

> ''نہایت مسرت کی بات ہے کہ ہمارے ایک جرمن نومسلم بھائی نے حدیث کی سب سے زیادہ اہم کتاب بخاری کو انگریزی میں منتقل کرنا شروع کر دیا ہے۔ فاضل مترجم کے متعلق ہمارا یہ خیال ہے کہ موجودہ دور میں جتنے یورپین حضرات نے اسلام قبول کیا ہے ان میں شائد بہت ہی کم آدمی ایسے ہوں گے جو دل و دماغ اور عملی زندگی کے لحاظ سے اس قدر مکمل مسلمان ہوئے ہوں...... ان کی کتاب ''Islam at the Crossroads'' دیکھ کر ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ نومسلم تودرکنار جو لوگ پشتی مسلمان ہیں ان میں بھی بہت کم ایسے ہوں گے جو اسلام کو اتنا صحیح سمجھتے ہوں اور جنہوں نے اسلام کی روح کو اتنی اچھی طرح جذب کیا ہو۔ یہ چیز محض فہم ہی کی حد تک نہیں ہے بلکہ انہوں نے حجاز میں رہ کر عربی زبان اور علوم دینیہ کی تحصیل بھی کی ہے اور اسلامی لٹریچر کا کافی مطالعہ کر چکے ہیں۔ اس بناء پر وہ ہر طرح اس کے اہل ہیں کہ بخاری جیسی مشکل کتاب کا ترجمہ اور تحشیہ انگریزی زبان میں کرسکیں۔ ترجمہ کا پہلا حصہ اس وقت ہمارے پیش نظر ہے جو کتاب الایمان کے خاتمہ تک جا پہنچا ہے ...... ہمارے نزدیک مترجم نے سمجھنے اور سمجھانے کا حق ادا کر دیا ہے۔ خصوصاً جہاں کہیں انہوں نے جدید ذہنیتوں کے مطابق احادیث کی مشکلات کو حل کیا ہے وہ تو انہی کا حصہ ہے۔''(۵۴)

سید ابوالاعلیٰ مودودی کی مذکورہ تحریر سے محمد اسد کے ترجمہ و شرح بخاری کی علمی و دعوتی قدر وقیمت کا اندازہ بآسانی لگایا جا سکتا ہے۔افسوس کہ حوادث زمانہ کے سبب اسد کا یہ علمی شاہکار ادھورا و ناتمام رہ گیا۔ بصورت دیگر یہ عالم اسلام کے جدید تعلیم یافتہ علمی حلقوں اور مغربی دنیا میں تعلیمات نبوی کی تفہیم واشاعت کا ایک انتہائی موثر وسیلہ بن جاتا ۔

حواشی

۱ ۔ دیکھیے: گیلانی، مناظر احسن: ''تدوین حدیث'' مکتبہ اسحاقیہ کراچی (س۔ن)؛ حمیداللہ: محمد ''حدیث نبوی کی تدوین وحفاظت [دیباچہ ''صحیفہ ہمام بن منبہ''] اکیڈمی آف لائف اینڈ لیٹرز، کراچی، (س۔ن) ص ۱۵۔۵۷ ؛ وہی مصنف: ''خطبات بہاولپور'' ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، ۱۹۸۸ء (خطبہ ۲، تاریخ حدیث شریف) ص ۴۱۔ ۶۵؛ خالد علوی: ''حفاظت حدیث'' الفیصل ، لاہور ۱۹۹۹ء؛

Siddiqi, Muhammad Zubair: *Hadith Literature: Its Origin Development, Special Features and Criticism,* Calcutta 1961, reprint Cambridge 1993. Azami, M.M.*Studies in Early Hadith literature,* Lahore.Suhail Academy, 2001. and *"Studies in Hadith Methodology and Literature,* Lahore. Suhail Academy, 2002.

۲۔ اسلامی معاشرہ و ماحول کی تشکیل و حفاظت اور امت کے روحانی و دینی تسلسل کے لیے حدیث و سنت کے کردار کے جائزہ کے لیے دیکھیے، ندوی، سید ابوالحسن علی: ''حدیث کا بنیادی کردار، اسلامی مزاج و ماحول کی تشکیل و حفاظت میں'' مجلس نشریات اسلام، کراچی ۱۹۸۲ء.

۳۔ ملاحظہ کیجیے، ندوی ، سید ابوالحسن علی :''تاریخ دعوت و عزیمت'' (۶ جلدیں) مجلس نشریات اسلام، کراچی، ۱۹۸۳ء۔ ۱۹۸۵ء؛ مودودی ، سیدابوالاعلیٰ : ''تجدید و احیائے دین'' اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۴ء

۴ ۔ تحریک استشراق کے تاریخی پس منظر اور سیاسی و تہذیبی اغراض و مقاصد اور اسلام کے بارے میں مستشرقین کے خیالات و تصورات کے لیے ملاحظہ کیجیے۔

Ahsan, M.M. "Orientalism and the Study of Islam in the West" *Muslim World Book Review* 1:4(1981); 51-60, Said, Edward W. *Orientalism,* London. 1978. Hourani, Albert, *Islam in European Thought,* New York 1992; Khalaf, Samir. "Protestant Images of Islam: Disparaging Stereotypes Reconfirmed", *Islam and Christian-Muslim Relations,* 8:2 (1997) 211- 229; Smith, Jane I. "Christian Missionary Views of Islam. In the 19th - 20th Centuries ", *Muslims and the West: Encounter and Dialogue,* Islamabad. (2001) 146-177;Ahmad, Waseem. "The Changing Face and Nature of Orientalism", *Hamdard Islamicus,* xxiv:4 (2001) 73-78.

ندوی،سید ابوالحسن علی:''مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش'' ، مجلس نشریات اسلام، کراچی (۱۹۸۱ء) ۲۵۵۔ ۲۶۸؛ وہی مصنف: ''اسلامیات اور مغربی مستشرقین و مسلمان مصنفین''۔ مجلس نشریات اسلام، کراچی (۱۹۹۲ء) ۹۔۱۸؛ فاروقی، خواجہ احمد:'' مستشرقین کے تصور اسلام کا تاریخی پس منظر'' ، معارف (اعظم گڑھ) ۱۳۰: ۵ (نومبر ۱۹۸۲ء) ۳۲۵۔ ۳۳۶؛ نظامی، خلیق احمد: ''مستشرقین کے افکار و نظریات کے مختلف دور'' در عالم اسلام اور عیسائیت، (اسلام آباد)جون ۱۹۹۴ء، ص ۵۔ ۱۳، جولائی ۱۹۹۴ء / ۸۔ ۱۷؛ واٹ، مانٹ گمری: ''مستشرقین کا مطالعہ اسلام'' (مترجم ادارہ) در عالم اسلام اور عیسائیت ، ۸،۴ (دسمبر ۱۹۹۸ء) ۲۶۔ ۳۷؛ السباعی ، الشیخ مصطفیٰ : اسلام اور مستشرقین، [اردو ترجمہ ''المستشر قون والاسلام] مترجمہ، سلطان شمسی ندوی ، ادارہ اسلامیات ، لاہور ، ۱۹۸۲ء؛ العقیقی ، نجیب: ''المستشر قون'' (۳ مجلدات) دارالمعارف ، القاھرہ، ۱۹۶۴۔ ۱۹۶۵ء؛ زکریا: ہاشم زکریا: ''المستشر قون و الاسلام'' لجنۃ التعریف بالاسلام، القاہرہ ۱۹۶۵ء؛ الدسوقی، محمد: ''الاسلام و المستشر قون''، القاہرہ ، ۱۹۷۲ء؛ محمد البہی:'' المبشر ون و المستشر قون ''، القاہرہ ۱۹۶۴ء؛ شلبی، عبدالجلیل: ''الاسلام والمستشر قون'' القاہرہ ۱۹۷۷ء؛صبرہ ، دکتور عفاف: ''المستشر قون و مشکلات الخضارہ''، دارالنھضۃ العربیہ، القاہرہ ، ۱۹۸۰ء.

۵ ۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے بارے میں مستشرقین کے خیالات و تصانیف کے مطالعہ کے لیے ملاحظہ کیجیے ۔

Stubbe, Henery: "The Character of Mahomet and Fabulous Inventions of the Christians Concerning Him and His Character", *Islamic Literature,* IX: 8,9 (Aug-Sep 1957) 105-115; Guenther, Alan M. "The Image of the Prophet as Found in Missionary Writings of the Late Nineteenth Century", *The Muslim World,* 90:1,2 (2000) 43-70; Rodinson, Maxime. "A Critical Survey of Modern Studies on Muhammad", *Studies on Islam,* Trans and Ed. Merlin L.Swartz, New York, Oxford (1981) 23-85; Buaben, Jabal Muhammad. *Image of the Prophet Muhammad in the West: A Study of Muir Margoliouth and Watt,* Leicester. The Islamic Foundation, 1996.

اس موضوع پر اردو اور عربی میں کتب و مقالات کے لئے دیکھئے: محمد ریاض: ''مستشرقین کی کتب سیرۃ رسول'' فکر و نظر (اسلام آباد) ۳۰:۱۔ ۲ (جولائی ۔ دسمبر ۱۹۹۲ء) ۳۱۷۔ ۳۵۲؛ نثار احمد: ''مستشرقین اور مطالعہ سیرت'' نقوش رسول نمبر (ج ۱۱) ۴۸۲۔ ۵۶۰؛ خلیل ، عمادالدین :''المستشر قون والسیر ۃ النبویۃ'' :البعث الاسلامی (لکھنو) ۲۶: ۱،۲ (رمضان و شوال ۱۴۰۲ھ) ص ۱۱۲۔ ۱۴۱؛ انورالجندی:'' تقییم جدید لکتاب الغربیین للسیرۃ النبویۃ وتحولات جدیدۃ بعد مرحلۃ من الغلو والتعصب ''البعث الاسلامی، ۳۰: ۸ (جمادی الاولیٰ ۱۴۰۶ھ) ۲۵، ۳۷/ ۳۰: ۹ (جمادی الثانیہ ۱۴۰۶ھ) ۶۴۔۷۷، مستشرقین کی کتب سیرت کے تنقیدی مطالعہ کے لیے دیکھیے:

Qureshi, Zafar Ali. *Prophet Muhammad and His Western Critics* 2 Vols, Lahore, Idara Ma'arif Islami,1992.

۶۔ حدیث و سنت کی تاریخی حیثیت اور اس کی حجیت کے بارے میں مستشرقین میں سے سب سے زیادہ تنقید ولیم میور (۱۸۰۹۔ ۱۹۰۵ء) اسپرنگر، گولڈزیہر (۱۸۵۹۔ ۱۹۲۱ء) اور جوزف شاخت (۱۹۰۲ء۔۱۹۶۹ء) کی طرف سے ہوئی ہے۔ دیکھیے:

Sprenger, Alois. "On the Origin of Writing Down Historical Records among the Musulmans" *Journal of the Asiatic Society of Bengal,* 25 (1856) 303- 329; Muir, Sir William. *Mahomet and Islam,* London, 1898. -and- *The Life of Mohammad,* New York (1975) 29-76; Goldziher, Ignaz. *Introduction to Islamic Theology and Law,* Trans. Andras and Ruth Hamori. Princeton. (1981) 37-47, 230-245 -and- *Muslim Studies,* 2 vols, Trans. S. M. Stern, London. 1967; Schacht, Joseph. *Introduction to Islamic Law.* Oxford, 1964.-and- *The Origins of Muhammadan Jurisprudence,* Oxford 1950,Repr. 1964; Berg, Herbert. *The Development of Exegesis in Early Islam: The Authenticity of Muslim Literature From the Formative Period,* Surrey, 2000 (Ch. 2, Hadith Criticism pp. 12-61); Coulson, Noel. "European Criticism of Hadith Literature", *Arabic Literature to the End of the Umayyad Period,* ed. A. F.L. Beeston, et. al. Cambridge (1983) 271-288

عربی و اردو مقالات کے لئے دیکھئے: الندوی، محمد صدرالحسن:'' المستشرقون والسنۃ ''النبویۃ'' در'' البعث الاسلامی''، ۲۸: ۷(ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ) ص ۴۳۔ ۵۲؛ الندوی: تقی الدین: ''السنۃ مع المستشرقین والمستغربین'' در ''البعث الاسلامی''۲۷: ۲،۱ (رمضان، شوال ۱۴۰۲ھ) ۱۶۴۔ ۱۸۲؛

حدیث و سنت کے بارے میں اگناز گولڈزیہر اور جوزف شاخت کے خیالات کے تنقیدی جائزہ کے لیے دیکھیے: الاعظمی، محمد مصطفیٰ: ''شاخت اور حدیث نبویؐ'' معارف (اعظم گڑھ) ۱۳۸:۵ (نومبر ۱۹۸۶ء) ۳۲۵۔۳۴۸/ ۱:۱۳۹ (جنوری ۱۹۸۷ء) ۸۵۔۹۶۔;السباعی، الشیخ مصطفیٰ ، ''السنۃ و مکانتہا فی التشریع الاسلامی''، المکتب الاسلامی، بیروت۔ (۱۹۸۵ء) ص ۱۸۷ ۔ ۲۳۵۔ مزید دیکھئے : Azami, M.M. *Studies In Early Hadith Literature,* Lahore 2001; Ansari, Zafar Ishaq. "A Critique of Joseph Schacht's Argument. E.Silentio", *Essays on Islam*, Vol.1 Ed. Hakeem Muhammad Said. Karachi (1992) 244 - 255.

۷۔ حدیث و سنت کے بارے میں سرسید احمد خان اور مولوی چراغ علی کے نقطہ نظر کے لیے ملاحظہ کیجیے:
عبداللہ سید:''سرسید احمد خان اور ان کے رفقاء کی اردو نثر کا فنی اور فکری جائزہ'' مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، (۱۹۹۴ء) ۲۰۔ ۳۳، ۶۸۔ ۷۲؛ اکرام، شیخ محمد :''موج کوثر'' ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور (۱۹۹۷ء) ۱۵۶۔ ۱۶۸؛ عزیز احمد۔ ''برصغیر میں اسلامی جدیدیت'' (مترجم جمیل جالبی) ادارہ ثقافت اسلامیہ۔ لاہور (۱۹۹۷ء) ۷۵۔ ۸۵،

۹۶۔ ۱۰۳۔مزید دیکھئے:

Rahman, A. N.M. Wahidur. "Modernist Muslims' Approach to Hadith: Aligarh School", *Hamdard Islamicus,* xvi:4 () 13-26, -and- "Modernists' Approach to the Qur'an: Sir Sayyid Ahmad Khan and Moulvi Chiragh Ali", *Islam and the Modern Age,* xxii:2 (1991) 91-114; Baljon, J.M.S. *The Reforms and Religious Ideas of Sir Sayyid Ahmad Khan,* Lahore, (1970) 70- 104, 132- 143; May, L.S. *The Evolution of Indo- Muslim Thought After 1857,* Lahore (1970) 37-89; Haq, S. Moinul. *Islamic Thought and Movements,* Karachi (1979) 456-492; Smith , Wilfred Cantwell. *Modern Islam in India,* Lahore (1969) 6- 24.

۸۔ محمد عبدہٗ کے مذہبی و اصلاحی افکارو خیالات کے لیے دیکھیے :

Adams, C.C. *Islam and Modernism in Egypt.* London (1933) 104-175; Hourani, Albert. *Arabic Thought in the Liberal Age 1798-1939,* London, New York, (1970) 130-160;

۹۔ تفصیلی مطالعہ کے لیے دیکھیے: بلخی، افتخار احمد:"فتنہ انکار حدیث کا منظر و پس منظر" (۳ جلدیں) مکتبہ چراغ راہ، کراچی (۱۹۵۵۔ ۱۹۶۰ء) ؛ خالد رندھاوا ، "برصغیر میں انکار حدیث کا لٹریچر" در محدث، (لاہور) ۳۴: ۹،۸ (اگست ، ستمبر ۲۰۰۲ء) ۲۲۱۔ ۲۳۷؛ عبدالحمید ہمیر: "فتنۃ انکار السنۃ فی شبہ القارہ الہندیۃ الباکستانیۃ" مکتبہ دارالسلام ، لاہور، ۲۰۰۲ء

Abdul Latif, Sayyid "Towards Re-Orientation of Islamic Thought", *The Islamic Review,* XLII: 1 (Jan.1955) 6-12 [اس مقالہ کے ذیلی عنوان An Examination of The Veiws of the Gtoup that Reject The Hadith as Apocryphal، کے تحت پر حدیث وسنت کے بارے میں برصغیر پاک وہند، عرب ممالک اور ترکی کے متجددین کے نقطۂ نظر کا جائزہ پیش کیا گیا ہے]

Adams, Charles J. "The Authenticity of Prophetic Hadith in the Eyes of Some Modern Muslims", *Essays on Islamic Civilization Presented to Niyazi Berkes,*ed. Donald P. Little, Leiden, (1976)25- 47; Juynboll, G. H. A. *The Authenticity of the Tradition Literature: Discussions in Modern Egypt,*Leiden, (1969); Brown, Daniel. *Rethinking Tradition in Modern Islamic Thought,* New york (1999).

۱۰۔ ان حامیان حدیث و سنت میں سے الشیخ مصطفیٰ السباعی ، سید ابوالاعلیٰ مودودی، محمد حمیداللہ اور محمد مصطفیٰ الاعظمی کے نام بطورِ خاص قابل ذکر ہیں۔ اول الذکر نے اپنی تصنیف "السنۃ و مکانتہا فی التشریع الاسلامی" میں گولڈزیہر اور احمد امین کے خیالات کا مفصل طور سے تنقیدی جائزہ (ص۲۳۶۔۳۷۴) لیا ہے۔ یہ تصنیف علمی و فکری حلقوں سے دادتحسین وصول کرچکی ہے۔ [دیکھئے ، سید ابوالحسن علی ندوی۔ "حدیث کا بنیادی کردار" (پیش لفظ)

ص ۵، وہی مصنف۔ ''اسلامیات اور مغربی مستشرقین و مسلمان مصنفین'' ، کراچی (۱۹۹۲ء) ص ۶۵]۔ سید ابوالاعلیٰ کی علمی و تصنیفی سرگرمیوں کا ایک اہم موضوع نبوت و رسالت اور حدیث و سنت کے بارے میں جدید ذہن کے شبہات کا ازالہ رہا ہے۔ سید مودودی سالہا سال تک منکرین حجیت حدیث [غلام احمد پرویز، نیاز فتح پوری وغیرہ کے خلاف برسر پیکار رہے ان کی اہم تحریروں ''سنت کی آئینی حیثیت'' ؛ ترجمان القرآن منصب رسالت نمبر ، ۵۶: ۶ (ستمبر ۱۹۶۱ء) ۹۔ ۲۳۵ کے علاوہ تفہیم القرآن میں بھی اس موضوع پر شاندار بحثیں ملتی ہیں۔ [دیکھئے ، اشاریہ تفہیم القرآن، مرتبہ خالد علوی و جمیلہ شوکت، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور (۱۹۹۳ء) ۔ مزید دیکھیے:

Ahsan, M.M. "Mawlana Mawdudi`s Defence of Sunnah", *Arabia,* 26 (October 1983) 44-46.

محمد حمیداللہ اور محمد مصطفیٰ الاعظمی نے حدیث و سنت کی تاریخی حیثیت کو مستحکم دلائل کی روشنی میں ثابت کیا ہے۔

۱۱۔ محمد اسد (Leopold Weiss) نے پولینڈ کے شہر Lvov جو کہ اس وقت سلطنت آسٹریا کا حصہ تھا ، کے ایک یہودی ربی خاندان میں(۱۹۰۰ء) میں آنکھ کھولی۔ خاندانی روایت کے مطابق یہودی علماء سے مقدس مذہبی کتب کی تعلیم حاصل کی۔ ویانا یونیورسٹی سے ادب، فلسفہ اور تاریخ کی تعلیم کے بعد وہ مشہور جرمن اخبار (Frankfurter Zeitung) کے مراسلہ نگار کے بطور مشرق وسطیٰ چلے (۱۹۲۲ء) آئے۔ عربی و اسلامی تہذیب و ثقافت اور معاشرت کے مشاہدہ، اور اسلام کے عمیق مطالعہ کے بعد حلقہ بگوش اسلام (۱۹۲۶ء) ہوئے۔ قبول اسلام کے بعد کئی سال (۱۹۲۶۔ ۱۹۳۲ء) سرزمین حجاز میں مقیم رہے۔ اس دوران انہوں نے عربی زبان و ادب پر دسترس کے علاوہ علوم اسلامیہ میں درک حاصل کیا۔ مسجد نبوی میں درس حدیث سے استفادہ کیا۔ اسد امام سید احمد سنوسی (لیبیا میں اطالوی استعمار کے خلاف مزاحمت کے قائد اور شمالی افریقہ کے مشہور صوفی سلسلہ ''السنوسیۃ'' کے پیشوا) اور مشہور نجدی عالم قاضی القضاۃ عبداللہ بلیھد کی صحبتوں سے بھی فیض یاب ہوئے۔ سلطان عبدالعزیز ابن سعود (م ۱۹۵۳ء) کے معتمد ومقرب خاص رہے۔ ۱۹۳۲ء میں برصغیر پاک و ہند چلے آئے جہاں ان کے حکیم الامت محمد اقبال اور سید ابوالاعلیٰ مودودی سے قریبی روابط قائم ہوگئے تھے۔ اسد نے عرفات پبلی کیشنز کے نام سے اپنا ذاتی مطبعۃ(سری نگر ۱۹۳۵، لاہور۱۹۳۶۔۱۹۳۹ء) بھی قائم کیا۔ جہاں سے انہوں نے بخاری شریف کے ترجم و شرح (بزبان انگریزی) کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا۔ محمد مارماڈیوک پکتھال کے انتقال کے بعد مجلّہ ''اسلامک کلچر، (حیدر آباد دکن) کے مدیر (۱۹۳۶۔ ۱۹۳۸ء) بھی رہے۔ بعد ازاں انہوں نے *Arafat: A Monthly Critique of Muslim Thought* کے نام سے اپنا انگریزی مجلّہ جاری (۱۹۴۶ء) کیا۔ قیام پاکستان کے بعد وہ حکومت پنجاب کے قائم کردہ۔ Department of Islamic Reconstruction کے ناظم کے منصب پر فائز (۱۹۴۷۔ ۱۹۴۹ء) ہوئے ۔ موصوف نے وزارت خارجہ میں مشرق وسطیٰ ڈویژن کے ناظم اعلیٰ (۱۹۴۹ء۔ ۱۹۵۲ء) کے طور پر مشرق وسطیٰ کے ساتھ پاکستان کے سیاسی و سفارتی روابط کے قیام میں سرگرم کردار ادا کرنے کے علاوہ اقوام متحدہ میں پاکستان کے Minster Plenipotentiary کے طور پر بھی خدمات انجام (۱۹۵۲۔ ۱۹۵۳ء) دیں۔

اسد عرصہ چالیس سال تک مغرب میں اسلام کے ایک پرجوش اور صادق ومخلص سفیر کے طور پر سرگرم عمل رہنے

کے بعد فروری ۱۹۹۲ء میں اس جہان فانی سے اپنے رب کے حضور پہنچ گئے۔ عصر جدید میں احیائے اسلام، اسلامی اصول و اقدار کی اساس پر اسلامی معاشرہ اور ریاست کی تشکیل نو، ان کی علمی وفکری سرگرمیوں کا بنیادی موضوع ہے۔اسلامی فقہ و قانون ، اسلام میں ریاست وحکومت کے بنیادی اصول۔ مغربی تہذیب و تمدن کی تنقید و تردید ،ترجمہ وتفسیر قرآن اور امام بخاری کی'' الجامع الصحیح کے بعض ابواب کا انگریزی و ترجمہ وتشریح جیسے متنوع موضوعات پرانہوں نے گرانقدر تصانیف (جو مغرب میں ''اسلام'' کے تعارف کا ایک انتہائی موثر وسیلہ بن گئی ہیں) یادگار چھوڑی ہیں.

حالات زندگی،علمی وتصنیفی سرگرمیوں اور افکار و خیالات کے تجزیاتی مطالعہ کے لیے دیکھیے۔

Asad, Muhammad. *The Road to Mecca,* London: Max Renhardt. 1954, 4th rev.edn. Gibralter: Dar: al-Andalus, 1993; Ruthven, Malise. "Muhammad Asad: Ambassador of Islam", *Arabia: the Islamic World Review,* No.1 (September 1981) 59-62; Nawwab, Ismail Ibrahim. "A Matter of Love: Muhammad Asad and Islam", *Islamic Studies,* 39:2 (2000) 155-232. Hofmann, Murad. "Muhammad Asad: Europe's Gift to Islam", *Islamic Studies.* 39:2(2000) 233- 248; Zillur Rahim, Hasan "Muhammad Asad: Scholar and Visionary", *Iqra* (April 1998) 25- 27; Azam, K.M. "Unforegtable Pakistani", *The News"* International (July 1, 2000) 6; Iqbal, Mazaffar "A Forgotten Pakistani", *The News* (June 23, 2000):6

مزید دیکھیے :ندوی، سید ابوالحسن علی: ''المفکر الاسلامی المھتدی البارز محمد اسد'' در ''البعث الاسلامی''، ۳۷: ۴ (ذوالحجۃ ۱۴۱۲ھ) ۹۳۔۹۶ '' وہی مصنف''اسلامیات اورمغربی مستشرقین و مسلمان مصنفین '' ص ۳۶۔ ۳۸ ؛ مودودی، سید ابوالاعلیٰ: ''دارالاسلام''مرتبہ اختر حجازی، ادارہ ترجمان القرآن ، لاہور (۱۹۹۵ء)۳۶۔ ۴۳، ۱۴۴۔ ۱۴۵، ۲۷۔ ۷۳، ۷۷۔ ۷۹؛ ثروت صولت: ''علامہ محمد اسد مرحوم''، در ماہنامہ ''نوائے اسلام'' (دہلی)، (جولائی ۱۹۹۲ء) ۳۰۔۳۶؛ حیدر، خواجہ رضی: ''قائداعظم خطوط کے آئینہ میں'' نفیس اکیڈمی، کراچی (۱۹۸۵ء)، ص ۴۲۹۔۴۳۱؛ خان، ایچ۔بی: ''شاہراہ مکہ''، نورسی پبلیکشنز، کراچی (۱۹۷۶ء)، باب چہارم (محمد اسد کے حالات)، ص ۱۰۲۔۱۴۹؛ اختر ،محمد کلیم: '' علامہ محمد اسد اور علامہ محمد اقبال'' در ''اقبال اور مشاہیر کشمیر'' اقبال اکادمی، لاہور ۱۹۹۷ء، ص ۱۰۳۔۱۱۳؛ ''سعید احمد:'' اسلامیہ کالج، لاہور کی صد سالہ تاریخ''، ادارہ تحقیقات پاکستان، (جامعہ پنجاب)، لاہور (۲۰۰۱ء)، ۲۴۰۔۲۴۲.

۱۲۔ یہ کتاب پہلی بار قرول باغ، دہلی سے شائع (۱۹۳۴ء) ہوئی۔ اب تک اس کے درجنوں ایڈیشن نکل چکے ہیں۔ متعدد زبانوں میں اس کا ترجمہ بھی طبع ہوچکا ہے۔ ڈاکٹر عمر فروخ کے قلم سے اس کا عربی ترجمہ ''الاسلام علی مفترق الطرق'' کے نام سے دارالقلم للملایین ، بیروت سے متعدد بار طبع (بار سوم ۱۹۵۱ء) ہوچکا ہے۔ اردو میں بھی اس کے متعدد تراجم ہوچکے ہیں۔ ایک ترجمہ دعوۃ اکیڈمی ، اسلام آباد سے دوسرا طاہر منصور فاروقی کے قلم سے آگہی پبلشرز لاہور (۲۰۰۰ء) سے شائع ہوچکا ہے۔

۱۳ ۔ مصنف نے حدیث و سنت پر اظہار خیال اس کتاب کی دو فصلوں Hadith and Sunnah اور The Spirit of the Sunnah (شیخ محمد اشرف لاہور، ۱۹۷۵ء) ۱۱۲۔ ۱۴۹میں کیا ہے۔

۱۴۔ *Islam at the Crossroads* ، (شیخ محمد اشرف، لاہور ۱۹۷۵ء)،ص ۱۱۳۔

۱۵۔ ایضا، ص ۱۱۷

۱۶ ۔ ایضا، ص ۱۱۲۔ ۱۱۳

۱۷ ایضا، ص ۱۲۹۔ ۱۳۰

۱۸۔ ایضا، ص ۱۰۸۔ ۱۰۹

۱۹۔ ایضاً ،ص ۱۱۸۔ ۱۱۹

۲۰۔ ایضاً ،ص ۱۳۱۔ ۱۳۲

۲۱۔ ایضاً ،ص ۱۳۵

۲۲ ایضاً ،ص ۱۲۲۔ ۱۲۳

۲۳۔ ایضاً ،ص ۱۱۹۔ ۱۲۱

۲۴۔ ایضا، ص ۱۳۷۔ ۱۳۸

۲۵۔ ایضاً ،ص ۱۴۷ ۔ ۱۴۸

۲۶۔ ایضاً ،ص ۱۴۸۔ ۱۴۹

۲۷۔ ایضاً ،ص ۱۳۲

۲۸۔ ایضاً ،ص ۱۳۹۔ ۱۴۷

۲۹۔ ایضاً، ص ۱۴۵۔ ۱۴۶

۳۰۔ پروفیسر خورشید احمد رقم طراز ہیں'' بلاشبہ زیر مطالعہ دور [۱۹۱۴ء۔ ۱۹۷۲ء] میں کم از کم [انگریزی زبان میں] دو کتابیں ایسی شائع ہوئی ہیں جنہیں [اسلام کی] فکری تاریخ میں ایک اہم مقام حاصل ہے ...... یعنی امیر علی کی ''روح اسلام'' اور علامہ اقبال کی ''اسلامی الٰہیات کی تشکیل جدید'' [*The Reconstruction of Religious Thoughts in Islam*]،...... اسی سلسلہ میں محمد اسد کی *"Islam at the Crossroads"* کا شمار بھی ہوسکتا ہے'' دیکھیے :''دینی ادب (بیسویں صدی)'' در ''تاریخ ادبیات مسلمانان پاک و ہند'' مدیر خصوصی، سید فیاض محمود، پنجاب یونیورسٹی ، لاہور ،اردو ادب، ج ۵ ص ۲۶۲

۳۱۔ Pickthall. M. M: "The Need of the Sunnah (Review of the Islam at the Crossroads) *Islamic Culture,* (Oct. 1934). 665- 668

۳۲۔ اس ضمن میں مولانا عبدالماجد دریابادی، پروفیسر خورشید احمد اور نومسلم خاتون دانشور مریم جمیلہ کا نام بھی لیا جا سکتا ہے۔ دیکھئے: Jameela, Maryam. "Review of the Islam at the Crossroads" *Muslim World Book Review,* 5:2 (1985) 39- 41; Nasr, S.V.R. "Islamist Intellectuals of South Asia: The Origins and Development of a Tradition of

Discourse", *Studies in Contemporary Islam* 1:2(1999) 23-37; Esposito, John L. and Voll, John O. "Khurshid Ahmad Musliom Activist- Economist", *Islamic Resurgence Challenges Directions and Future Persprctives,* ed. Ibrahim M.Abu Rabi, Islamabad (1995) 35-36; Esposito, John L. and Voll John O. eds. *Makers of*

Coutemporary Islam, New York (1997) 41,56,59.

دریابادی، عبدالماجد: ''خط بنام سید ابوالحسن علی ندوی'' در'' پرانے چراغ'' از ابوالحسن علی ندوی، مجلس نشریات اسلام کراچی (س۔ن) ج ۲، ص ۱۵۷۔

۳۳۔ سید سلیمان ندوی رقمطراز ہیں ''ہم کو اپنے نومسلم بھائیوں میں سے سب سے زیادہ جس کی شخصیت نے متاثر کیا ہے۔ وہ آسٹریا کے ایک گمنام نومسلم لیوپولڈ ویئس معروف بہ ''محمد اسد'' ہیں۔ موصوف نے اپنی ایک مختصر لیکن جامع کتاب اسلام آن [ایٹ] دی کراس روڈ [ز] (*Islam at the Crossroads*) بزبان انگریزی شائع کی ہے۔ اس میں موجودہ حالات و خیالات کے پیش نظر اسلام کی تعلیم کو بطور طریق نجات پیش کیا ہے ...... بعض مسلمانوں میں اس وقت یورپین تجدد اور ''احادیث وسنن نبویہ'' سے روگردانی کی بدعتوں کو ''اصلاح'' کے نام سے پیش کرنے کی جو افراط و تفریط پیدا ہو رہی ہے۔ اس کی غلطیاں نہایت صحت اور نکتہ سنجی کے ساتھ ظاہر کی ہیں'' دیکھئے: ''شذرات'' ، معارف (اعظم گڑھ) ۳۴: ۴ (اکتوبر ۱۹۳۴ء) ۲۴۲۔۲۴۳.

۳۴۔ سید ابوالحسن علی ندوی نے اپنی متعدد تحریروں میں مغربی تہذیب و تمدن کی تنقید اور حجیت حدیث و سنت کے اثبات میں محمد اسد کے افکار و خیالات سے گہرا تاثر لینے کا برملا طور پر اعتراف کیا ہے۔ دیکھیے سید ابوالحسن علی ندوی: ''کاروان زندگی'' مجلس نشریات اسلام کراچی (س۔ ن) حصہ اول۔ ص ۲۳۱ ؛ ''میری علمی و مطالعاتی زندگی '' در''مولانا سید ابوالحسن علی ندوی: حیات و افکار کے چند پہلو'' مرتبہ سفیر اختر ، ادارہ تحقیقات اسلامی ، اسلام آباد(۲۰۰۲ء) ، ص ۳۹۔ سید ابوالحسن علی ندوی رقمطراز ہیں:

''ان [محمد اسد] کی کتاب '' *Islam at the Crossroads* '' (اسلام دوراہہ پر) نے نہ صرف ایشیا بلکہ پورے عالم اسلام میں مسلمانوں کے نئے تعلیم یافتہ اور صاحب فکر طبقہ میں اپنے دین و تہذیب کی طرف سے خود اعتمادی اور یقین کی روح پھونک دی۔ ایک طویل زمانہ سے عالم اسلام میں سنت نبوی اور اسلامی تہذیب و تمدن کا علمی و فکری طور پر اس طرح دفاع نہیں کیا گیا جیسا کہ اس کتاب میں'' (اسلامیات اور مغربی مستشرقین و مسلمان مصنفین'' ص ۳۶۔ ۳۷) سید صاحب مزید فرماتے ہیں: ''محمد اسد نے "*Islam at the Crossroads*" کے نام سے ایک ایسی پر مغز اور فاضلانہ کتاب لکھی جس سے ہندوستان اور عالم اسلامی کے علمی و دینی حلقوں میں ایک ذہنی جنبش پیدا ہوگئی۔ انہوں نے پہلی مرتبہ معذرت آمیز اور نیاز مندانہ طرز تحریر چھوڑ کر مغربی تہذیب پر پر اعتماد طریقہ پر بھرپور تنقید کی...... اسی کے ساتھ انہوں نے ''سنت و حدیث'' کی طرف سے طاقتور وکالت کی اور اسلامی نظام زندگی میں ان کی اہمیت اور ضرورت ثابت کی'' (سید ابوالحسن علی ندوی ''پیش لفظ و تعارف'' ''طوفان سے ساحل تک'' از محمد اسد [اردو ترجمہ *The Road to Mecca*]

مترجم محمد الحسنی ندوی، مجلس نشریات اسلام، کراچی ۱۹۹۷ء ص ۳۰ ۔ سید ابوالحسن علی ندوی کی مختصر تصنیف ''حدیث و سنت کا بنیادی کردار: اسلامی مزاج و ماحول کی تشکیل و حفاظت میں'' پر اسد کے خیالات و آراء کی چھاپ نمایاں طور پر محسوس کی جاسکتی ہے۔

۳۵۔ سید قطب شہید کی تصنیف ''العدالۃ الاجتماعیۃ فی الاسلام''[دار احیاء کتب العربیہ، القاہرہ، (الطبعۃ الرابعۃ ۱۹۵۴ء)] کا باب ہشتم، حاضر الاسلام ومستقبلہ، (ص ۲۲۵۔۲۵۲)واضح طور پر محمد اسد کے خیالات کی بازگشت معلوم ہوتا ہے۔

۳۶۔ پہلی بار اس کی تلخیص محمد عزیر کے قلم سے ''اسلام اور تعین راہ کی کشمکش'' کے عنوان سے ماہنامہ معارف (اعظم گڑھ) ۳۴ :۵ (دسمبر ۱۹۳۴ء) ۴۵۵۔۴۲۶ میں جبکہ دوسری بار عبدالعزیز خالد کے قلم سے قسط وار روز نامہ ''نوائے وقت، لاہور، ۲۰ اکتوبر ۲۰۰۰ء؛ ۳، ۲۴ نومبر ۲۰۰۰ء میں شائع ہوئی۔ حدیث و سنت سے متعلق مباحث کا ترجمہ محمد معین خان کے قلم سے ''اسلامی معاشرہ میں سنت کی اہمیت'' اور'' مسلمانوں کی ثقافتی پستی'' کے عنوانات سے ماہنامہ'' بینات'' کراچی ۳:۱ ،(دسمبر ۱۹۶۳ء) ۵۱۔۶۰، ۲:۳(جنوری ۱۹۶۴ء) ۹۵۔۱۰۱؛ اور ''الاعتصام'' (لاہور) حجیت حدیث نمبر (۱۷ فروری ۱۹۵۶ء) ۲۷۔۳۰، میں (روح سنت، مترجم محمد حنیف ندوی) شائع ہوچکا ہے۔

۳۷۔ Smith, Wilfred Cantwell. *Islam in Modern History,* Princeton (1957) 4-5; -and- *Modern Islam in India,* pp.91, 163-164.

۳۸ مصنف نے'' صحیح البخاری'' کے مکمل ترجمہ وتشریحی حواشی کی آٹھ جلدوں، (چالیس اقساط) میں اشاعت کا منصوبہ بنایا تھا۔ اس کے علاوہ ایک مبسوط مقدمہ(جس میں وہ تاریخ تدوین حدیث، حدیث کے در ایتی اصول اور امام بخاری کی ''الجامع الصحیح'' کے خصائص و امتیازات پر کلام کرنا چاہتے تھے) بھی سپرد قلم کرنا چاہتے تھے موصوف ترجمہ و تشریح کا تین چوتھائی کام مکمل کر لیا تھا جبکہ ''مقدمہ'' کے لیے لوازمہ بھی فراہم کر لیا تھا۔ تاہم ابھی وہ ترجمہ و تشریح کی پانچ اقساط ہی شائع کر پائے تھے کہ جنگ عظیم دوم کے آغاز پر انہیں برطانوی حکام نے گرفتار کر لیا۔ طویل عرصہ نظر بندی(۱۹۳۹۔۱۹۴۵ء) کے سبب ان کی علمی وتصنیفی سرگرمیاں معطل رہیں۔ رہائی کے بعد وہ ترجمہ و تشریح کی اشاعت کے سلسلہ کو دوبارہ جاری نہ کر سکے۔ قیام پاکستان کے بعد مشرقی پنجاب سے ہجرت کے دوران ان کا ذاتی کتب خانہ اور ترجمہ و تشریح بخاری کا مسودہ ضائع ہوگیا دیکھیے:۔ Muhammad Asad: *Preface" Shih Al-Bukhari,* Gibralter (1981).

۳۸۔ مصنف نے ترجمہ و تشریح میں دانستہ طور پر امام بخاری کی ترتیب ابواب وکتب کو پیش نظر نہیں رکھا ہے بلکہ کتاب الوحی وکتاب الایمان کے فورا بعد کتاب المناقب اور کتاب المغازی لے آئے ہیں۔ اس سے ان کا مقصود ما قبل اسلام عربوں کی مذہبی و تہذیبی وسماجی زندگی، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اور اس کے نتیجے میں اسلامی معاشرے کا ارتقاء اور فرضیت احکام میں تدریج کے پہلو کو اجاگر کرنا ہے۔

۴۰۔ دیکھیے: Muhammad Arsd. *Preface to Sahih Al-Bukhari,* Srinagar, Arafat Publications , 1935.

۴۱۔ *Sahih Al-Bukhari, Gibralter. 1981* P.15

۴۲۔ ایضا، ص ۳۸، ۱۸۷

۴۳۔ ایضا، ص ۱۸،۱۹، ۲۶،۳۲،۳۹،۴۰،۵۸، ۸۰، ۹۲، ۱۴۹، ۱۵۰

۴۴۔ ایضا، ص۱۹۸،۲۰۰، ۳۱۶۔۳۱۷

۴۵۔ ایضا، ص۱۶،۳۹، ۴۰،۷۹،۱۹۲، ۲۵۶۔۲۵۷،۲۶۳۔۲۶۴

۴۶۔ کلامی مسائل کے لیے دیکھیے ایضا، ص ۱۶۔۱۷، ۳۵۔۳۶، ۴۷، ۴۵، ۶۲۔۶۳، ۶۷،۷۸، ۱۸۲۔۱۸۳، ۱۸۷۔۱۹۱

۴۷۔ ایضا، ص ۱۸۷

۴۸۔ ایضا، ص ۳۱۲۔۳۱۵

۴۹۔ ایضا، ص ۵۸، ۶۱، ۱۴۲، ۱۴۶، ۱۷۲۔۱۷۳، ۲۲۳، ۲۶۴

۵۰۔ ایضا، ص ۶۰ ، ص ۱۴۵، ص ۱۶۰ ، ص ۱۶۸، ۱۷۲۔

۵۱۔ ایضا ۳۶، ۵۸، ۱۸۲، ۱۸۳

۲۵۔ دیکھئے: *Preface to Sahih Al-Bukhari* و بمواقع عدیدہ۔

۵۳۔ S.H. "Review of the Sahih Al-Bukhari", *Islamic Culture* (Oct. 1936) 671-672; Hofmann, Murad. "Muhammad Asad: Europe's Gift to Islam", *Islamic Studies* 39:2 (2000) 39; Jameela, Maryam. "Review of Sahih Al-Bukhari: The Early Years of Islam", *Muslim World Book Review,* 3:3 (1983) 3-4.

۵۴۔ سید ابوالاعلی مودودی: ''انگریزی ترجمہ صحیح البخاری مع شرح (از جناب محمد اسد صاحب)'' در ماہنامہ'' ترجمان القرآن''، ۱۰:۴ (ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ) ۳۱۷۔۳۱۸۔ سید مودودی، چودھری نیاز علی خان مرحوم کے نام ایک خط (۱۹ رمضان المبارک ۱۳۵۵ھ) میں رقمطراز ہیں: ''جناب محمد اسد صاحب سے حیدر آباد میں ایک مرتبہ مل چکا ہوں ان کی کتاب'' *Islam on[at] the Crossroads*'' اور ترجمہ صحیح بخاری دونوں میری نظر سے گزری ہیں۔ میرا خیال یہ ہے کہ دور جدید میں اسلام کو جتنے غنائم یورپ سے ملے ہیں ان میں یہ سب سے قیمتی ہیرا ہے۔ اسلام کی اسپرٹ اس میں پوری طرح حلول کر گئی ہے اور اسلام کو اس نے ان علماء سے زیادہ اچھی طرح سمجھا ہے جو پچاس پچاس برس سے درس وتدریس میں مشغول ہیں''۔سید ابوالاعلی مودودی ''دارالاسلام'' مرتبہ، اختر حجازی، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ۱۹۹۵ء ، ص ۳۸، مزید دیکھیے: رفیع الدین ہاشمی ''خطوط مودودی'' منشورات (منصورہ) لاہور، ۱۹۹۵ء، ص ۵۶۔

\-----------